حروف مقطعات (۳)
مختلف آراء کا تجزیاتی مطالعہ

ثاقب اکبر*
ukhuwat@gmail.com

کلیدی کلمات: اسمائے نبوی، اعداد، قرآنی قَسمیں، حی بن اخطب

خلاصہ

حروف مقطعات کے بارے میں عربی اور فارسی میں کافی کام ہوا ہے جس میں فلاسفہ اور عرفاء کے نظریات بہت اہم ہیں۔ جبکہ اُردو میں اس موضوع پر بہت کم کام ہوا ہے۔ بعض نے تو ان حروف کے بارے میں غور و فکر کرنے کو بھی وقت کا ضیاع قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ حروف قرآن مجید کی بہت سی سورتوں کے شروع میں آئے ہیں اور ان میں حیرت انگیز معانی و مطالب ملتے ہیں۔ ایسے میں ان کے بارے میں سنجیدہ مطالعے اور غور و فکر کے بجائے دوسروں کو بھی ان پر گہری نظر ڈالنے سے روکنے کے لیے کہا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس موضوع پر اصحاب دانش و بصیرت کی توجہ مبذول کرنے کے لیے چند مطالب مرتب کر کے پیش کرنے کی ایک کمزور سی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں قبل ازیں دو اقساط میں بارہ آراء و نظریات پیش کیے گئے ہیں اور اب کچھ مزید مطالب پیش کیے جا رہے ہیں۔ تیرہواں نظریہ یہ ہے کہ حروف مقطعہ آنحضرتؐ کے اسماء ہیں۔ اس کے بعد چودھواں نظریئے میں ان حروف کو بطور قَسموں کے متعارف کرایا گیا ہے۔ یعنی یہ حروف قسمیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کھائی ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ ان حروف کے ذریعے قسم کھاتا ہے کہ قرآن اس کا کلام ہے۔ پندرھویں رائے یہ ہے کہ یہ حروف اُمتوں اور قوموں کی مدت عمر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسی بنیاد پر بعض حساب لگانے والوں کی رائے ہے کہ امت اسلامیہ آخری زمانے تک باقی رہے گی اور قیامت تک ختم نہ ہو گی۔ لیکن بعض محققین نے اس رائے کو بہت ہی کمزور قرار دیا ہے۔

---

*۔ صدر نشین، البصیرہ، اسلام آباد

مقدمہ

حروف مقطعات کے بارے میں عربی اور فارسی زبانوں میں مفسرین اور اسلامی دانشوروں نے نسبتاً زیادہ کام کیا ہے۔ اس سلسلے میں حکماء اور عرفاء کے نظریات بھی خاصے کی چیز ہیں۔ بعض علماء اور عرفاء نے ایسے ایسے مطالب ان حروف کے حوالے سے بیان کیے ہیں کہ انسان کی فکر و نظر کو جذب کر لیتے ہیں اور انسان کو مجبور کر لیتے ہیں کہ وہ ان پر گہری نظر ڈالیں۔ ہمارے ہاں ان حروف کے بارے میں بہت کم کام ہوا ہے اور بیشتر مفسرین سطحی نظر ڈال کر گزر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض نے صاف کہہ دیا ہے کہ ان حروف کا تعلق ہم سے ہے ہی نہیں لہٰذا ان پر غور و فکر کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

حیرت ہے قرآن حکیم کی کئی سورتوں کے آغاز میں صدیوں سے یہ حروف موجود چلے آرہے ہیں اور انھوں نے ایک دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال رکھا ہے اور ان کے بارے میں نئے نئے مطالب جہان علم و دانش میں سامنے آرہے ہیں۔ ایسے میں ان کے بارے میں سنجیدہ مطالعے اور غور و فکر کے بجائے دوسروں کو بھی ان پر گہری نظر ڈالنے سے روکنے کے لئے کہا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس موضوع پر اصحاب دانش و بصیرت کی توجہ مبذول کرنے کے لئے چند مطالب مرتب کرکے پیش کرنے کی ایک کمزور سی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں قبل ازیں دو اقساط میں کچھ مطالب قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا چکے ہیں اور اب کچھ مزید مطالب پیش کیے جارہے ہیں۔ گذشتہ مقالات میں مندرجہ ذیل موضوعات پر کچھ آرا پیش کی گئی ہیں:

۱۔ یہ حروف متشابہات میں سے ہیں۔

۲۔ حروف مقطعہ سورتوں کے نام ہیں۔

۳۔ یہ حروف پورے قرآن کے نام ہیں۔

۴۔ یہ حروف فکر و عقل کے اول مخلوق ہونے کی طرف اشارہ ہیں۔

۵۔ حروف مقطعہ پیغمبر اکرمؐ کو متوجہ کرنے کے لئے ہیں۔

۶۔ یہ حروف تحدی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۷۔ صحابہؓ کو ان حروف کا معنی معلوم تھا۔

۸۔ حروف مقطعہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین رمز ہیں

۹۔ حروف مقطعہ اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں

۱۰۔ حروف مقطعہ : سامان فکر انگیزی

۱۱۔ حروف مقطعہ معانی اور اشیاء پر دلالت کرتے ہیں

۱۲۔ یہ حروف کفار کو خاموش کرنے کے لئے نازل ہوئے

اب کچھ مزید مطالب پیش خدمت ہیں :

۱۳۔ حروف مقطعہ آنحضرتؐ کے اسماء ہیں

حروف مقطعہ کے بارے میں ایک نظریہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ آنحضرتؐ کے اسماء ہیں یا آنحضرتؐ کو خطاب کرنے کے لئے استعمال کیے گئے ہیں۔ اس کی ایک وجہ بعض ایسی آیات ہیں جو حروف مقطعہ کے فوراً بعد آئی ہیں جن میں واضح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ طٰہٰ کا آغاز یوں ہوتا ہے :

"طٰهٰ O مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى"

ترجمہ : "طٰہٰ، ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ اپنے آپ کو زحمت میں ڈال دیں۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسری آیت میں "کَ" کی ضمیر آنحضرتؐ سے خطاب کے لئے ہے۔

اسی طرح سے سورہ یٰسٓ کا آغاز یوں ہوتا ہے :

"يٰسٓ O وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ O اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ O عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ"

ترجمہ : "یٰسٓ، قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ مرسلین میں سے ہیں اور آپ سیدھے راستے پر ہیں۔"

یہاں بھی "کَ" کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کے لئے آئی ہے۔

یہ نظریہ تمام حروف مقطعہ کے لئے تو قابل قبول معلوم نہیں ہوتا لیکن بعض مقامات پر درست دکھائی دیتا ہے۔ اس سلسلے میں بعض روایات بھی اسی امر کی نشاندہی کرتی ہیں۔ چنانچہ آیت اللہ مکارم شیرازی لکھتے ہیں :

"این موضوع نیز جالب توجه است که در حدیثی از ـ ـ ـ ـ واز حضرت مهدی(ع) در دعای ندبه "یا بن طه" تعبیر شده است۔ (1)

"یہ امر بھی اپنی طرف توجہ مبذول کرتا ہے کہ ایک حدیث جو امام صادقؑ سے منقول ہے، میں ہم پڑھتے ہیں کہ "طہ" پیغمبر اکرم ﷺ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کا معنی ہے یا طالب الحق، الهادی الیه یعنی اے حق کے طالب اور حق کی طرف راہنمائی کرنے والے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ "طہ" دو لفظوں کے مرکب کے لئے بطور رمز آیا ہے۔ "طا" طالب

الحق، کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ''ھا'' ھادی الیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ حروف رمز اور مختصر علامت کے طور پر استفادہ کرنے کا طریقہ ماضی میں بھی رہا ہے اور آج بھی بہت پایا جاتا ہے۔ خاص طور پر ہمارے زمانے میں اس سے بہت زیادہ استفادہ کیا جاتا ہے۔
اس مسئلے میں آخری بات یہ ہے کہ کلمہ ''طہ'' کلمہ ''یٰس'' کی طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تدریجاً رسول اسلامؐ کے لئے ''اسم خاص'' کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ یہاں تک کہ آلؑ رسولؐ کو آل طہ کہا جاتا ہے اور دعائے ندبہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کو ''یا بن طہ'' (اے طہ کے بیٹے کہا گیا ہے۔)''

اردو میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ان حروف کو آنخضرتؐ کے لئے اسم خاص کے طور پر استعمال کیا گیا ہے چنانچہ علامہ اقبال کا معروف شعر ہے:

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر　　　　وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طاہا (2)

۱۴۔ یہ حروف قسمیں ہیں

یہ حروف قسمیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کھائی ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ ان حروف کے ذریعے قسم کھاتا ہے کہ قرآن اس کا کلام ہے۔ ابن جریر طبری (م ۳۱۰) نے جامع البیان عن تاویل آی القرآن میں الم کی تفسیر کرتے ہوئے حروف مقطعہ کے بارے میں مختلف اقوال میں سے ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

وقال بعضهم: هو قسم أقسم الله به وهي من أسمائه۔۔۔ قال: ''الم'' قسم۔ (3)

ترجمہ: ''بعض کا کہنا ہے کہ یہ قسم ہے اللہ نے اس کے ذریعے سے قسم کھائی ہے اور یہ اس کے اسماء میں سے ہے جس کی یہ رائے ہے اس نے ذکر کیا ہے۔ مجھ سے روایت کیا ہے یحییٰ بن عثمان بن صالح السہمی نے اس کا کہنا ہے کہ ہم سے عبداللہ بن صالح نے روایت کیا ہے اس کا کہنا ہے کہ مجھ سے معاویہ بن صالح نے روایت کیا ہے اور اس نے علی بن ابی طلحہ سے اور اس نے ابی بن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ قسم ہے اللہ نے اس کے ذریعے سے قسم کھائی ہے اور یہ اللہ کے اسماء میں سے ہے۔ ہم سے روایت کیا ہے یعقوب بن ابراہیم نے اس کا کہنا ہے کہ ہم سے ابن

علیہ نے روایت کیا ہے اس کا کہنا ہے کہ ہم سے خالد الحذا نے روایت کیا ہے کہ عکرمہ کا کہنا ہے کہ "الم" قسم ہے۔"

علامہ طبرسی نے بھی حروف مقطعہ کے بارے میں مختلف اقوال بیان کرتے ہوئے ایک قول یہ بھی پیش کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"انھا أقسام أقسم الله تعالیٰ بھا و ھی من أسمائه عن ابن عباس و عکرمة قال الأخفش و انما أقسم الله تعالى بالحروف المعجمة لشرفھا وفضلھا ولأنھا مبانی کتبه المنزلة بالألسنة المختلفة و أسمائه الحسنی و صفاته العلیا۔۔۔" (4)

یعنی: "حروف مقطعہ قسمیں ہیں اللہ نے ان کے ذریعے سے قسمیں کھائی ہیں اور یہ اللہ کے اسماء میں سے ہیں۔ یہ ابن عباس اور عکرمہ کا قول ہے۔ اخفش کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حروف معجمہ کے ذریعے سے ان کے شرف اور فضل کی وجہ سے قسم کھائی ہے۔ اس لئے کہ مختلف زبانوں میں نازل ہونے والی کتب، اللہ کے اسمائے حسنہ، اس کی بلند مرتبہ صفات کی بنیاد یہی حروف ہیں۔۔۔"

علامہ جوادی آملی نے اس رائے پر تنقید کی ہے ان کا کہنا ہے:

"این احتمال نیز گرچه استحالۂ عقلی ندارد۔۔۔ سوگندھا ھستند به معنای آنھا را ھندا رند۔" (5)

یعنی: "یہ احتمال بھی اگرچہ عقلی طور پر محال نہیں ہے لیکن ایک طرف تو اس کے لئے کوئی معتبر دلیل ایسی نہیں ہے جو اس کی تائید کرتی ہو اور دوسری طرف مذکورہ احتمال کو حروف مقطعہ کی تفسیر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر ہم یہ قبول کرلیں کہ یٰسٓ کی قسم معنی میں ہے تو پھر بھی یہ سوال باقی رہے گا کہ اس مُقْسَمٌ بِہ (جس کے ذریعے سے قسم کھائی جارہی ہو) سے مراد کیا ہے؟ اور جسے سرّ کے طور پر ذکر کیا گیا ہے وہ 14 حروف سے کوئی اختصاص نہیں رکھتا۔

قرآن حکیم میں جن کی قسمیں کھائی گئی ہیں ان میں جمادات بھی شامل ہیں مثلاً سورج اور چاند اور اسی طرح اللہ کے اسمائے حسنی بھی شامل ہیں کہ جن کے معنی واضح ہیں لیکن حروف مقطعہ کے معنی واضح نہیں ہیں لہٰذا اس نظریے میں دو ابہام پائے جاتے ہیں ایک اصل حروف مقطعہ کے قسم ہونے میں اور دوسرا جس کی قسم کھائی جارہی ہے اس کے معنی میں۔

قسم کے مخاطبین کے علم میں یہ بات ہونا چاہیے کہ جس لفظ کے ذریعے قسم کھائی جارہی ہے اس کا معنی کیا ہے۔ قسم اس کے لئے ہے کہ جو مدعی کے دعویٰ کی درستی میں شک رکھتا ہو اور کہنے والا قسم کے ذریعے سے اس کا شک دور کرنا چاہتا ہو رسول اکرم ﷺ اور دیگر معصومین علیہم السلام جو ان حروف کے راز اور رمز سے آگاہ ہیں انھیں چونکہ اللہ کے دعوے کی درستی میں کوئی شک نہیں اس لئے انھیں قسم کی ضرورت نہیں اور دوسرے جو شک کی وجہ سے قسم کے نیاز مند ہیں انھیں ان کے معانی کا علم نہیں۔"

۱۵۔ یہ حروف امتوں اور قوموں کی مدت عمر کی طرف اشارہ کرتے ہیں

ایک نظریہ یہ ہے کہ یہ حروف امتوں اور قوموں کی مدت عمر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اسی بنیاد پر بعض حساب لگانے والوں کی رائے ہے کہ امت اسلامیہ آخری زمانے تک باقی رہے گی اور قیامت تک ختم نہ ہوگی۔ اس نظریے کی بنیاد عربی زبان کے ہر حرف کے لئے مقرر کیے جانے والے عدد کو بنایا گیا ہے۔ نزول قرآن سے قبل اہل کتاب کے ہاں یہ نظریہ رائج رہا ہے اور بعد ازاں مسلمانوں کے ایک طبقے نے بھی اس نظریے کو اختیار کر لیا اور آج بھی بعض گروہوں میں یہ نظریہ رائج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے لئے ۷۸۶ کا عدد اسی نظریے کی بنا پر رائج ہوا ہے۔ اسی طرح آنحضرتؐ کے نام محمدؐ کے لئے ۱۱۰ اور حضرت علیؑ کے نام کے لئے ۹۲ کا عدد اسی نظریے کے پیش نظر اختیار کیا گیا ہے۔ تاہم یہ کہ قرآن حکیم میں حروف مقطعات کسی خاص عدد یا کسی قوم کی مدت عمر کی طرف اشارہ کرتے ہیں اس کی بنیاد ایک روایت ہے جسے عام طور پر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں ابن کثیر لکھتے ہیں:

"واما من زعم أنها دالة علی معرفة المدد وأنه ۔۔۔ فقالوا لقد تشابه علینا أمره۔" (6)

"بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ یہ حروف مدت پر دلالت کرتے ہیں اور ان کے ذریعے سے حادثات، فتنوں اور جنگوں کے اوقات اخذ کیے گئے ہیں اور ان کے بارے میں ایسا دعویٰ کیا گیا ہے جس کے لئے یہ حروف نہیں آئے۔ اس سلسلے میں ایک ضعیف حدیث بھی وارد ہوئی ہے اس حدیث سے نہ فقط یہ کہ یہ نظریہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ الٹا اگر یہ صحیح ہو تو اس قول کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔

حدیث یوں ہے: اسے محمد بن اسحاق بن یسارؒ جو "المغازی" کے مصنف ہیں، نے نقل کیا ہے۔ اس میں ہے کہ مجھ سے کلبی نے ابو صالح سے، انھوں نے ابن عباسؓ سے اور انھوں نے جابر بن عبداللہ بن زیاد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز ابو یاسر بن اخطب چند دیگر

یہودیوں کے ساتھ رسول اللہؐ کے پاس سے گزرا۔آپ سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرما رہے تھے ''الٓمّٓ O ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ'' اس نے یہ سنا تو اپنے بھائی حی بن اخطب کے پاس دیگر یہودی افراد کے ہمراہ آیا اور کہنے لگا کیا تم جانتے ہو، اللہ کی قسم میں نے محمدؐ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ نازل کیا ہے ''الٓمّٓ O ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ'' تو حی کہنے لگا: کیا تم نے خود سنا ہے تو اس نے کہا: ہاں۔

راوی کہتا ہے کہ حی بن اخطب ان یہودی افراد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا پس انھوں نے کہا اے محمد ﷺ ! کیا آپؐ نے یہ تلاوت کیا ہے کہ اللہ نے آپؐ پر یہ نازل فرمایا ہے ''الٓمّٓ O ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ''؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ کہنے لگے: کیا یہ جبریل اللہ کی طرف سے آپؐ کے پاس لے کر آئے ہیں تو آپؐ نے فرمایا: ہاں۔اس نے کہا: آپؐ سے پہلے جتنے نبی آئے کسی کو بھی نہیں بتایا گیا تھا کہ اس کے دین اور حکومت کی مدت کتنی رہے گی لیکن آپ کو بتا دیا گیا ہے۔ پھر حی بن اخطب کھڑا ہوا اور اپنا رخ اپنے ساتھیوں کی طرف کرکے کہنے لگا: الف سے ایک، لام سے تیس اور میم سے چالیس، پس یہ کل اکہتر سال ہوئے۔ کیا تم ایسے نبی کے دین میں داخل ہوگے کہ جس کی حکومت کی مدت اور امت کی عمر اکہتر برس ہو؟

پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ کیا اور کہنے لگا :اے محمد ﷺ ! کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔اس نے پوچھا: وہ کیا ہے؟آپؐ نے فرمایا ''المص'' وہ کہنے لگا یہ تو گراں تر اور طویل تر ہے۔ الف سے ایک، لام سے تیس، میم سے چالیس اور ص سے نوے ہوتے ہیں تو یہ کل مدت ایک سو اکتیس برس ہو گئی۔اے محمد ﷺ ! اس کے علاوہ بھی کچھ اور ہے؟آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ کہنے لگا: وہ کیا ہے؟آپؐ نے فرمایا ''الر'' وہ کہنے لگا یہ تو ثقیل تر اور طویل تر ہے، الف سے ایک، لام تیس اور را سے دو سو، یہ تو کل مدت دو سو اکتیس برس بن گئی۔اے محمد ﷺ ! کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں۔کہنے لگا: وہ کیا ہے؟فرمایا: ''المر'' وہ کہنے لگا: یہ تو گراں تر اور طویل تر ہو گیا ہے۔ الف سے ایک، لام سے تیس، میم سے چالیس، را سے دو سو پس یہ دو سو اکہتر ہو گئے۔ پھر کہنے لگا: اے محمد ﷺ ! تمھارا معاملہ ہم پر خلط ملط ہو گیا۔ ہمیں تو کچھ پتہ نہیں کہ تمھیں قلیل عطا ہوا ہے یا کثیر۔

پھر وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: چلو ان کے پاس سے چلتے ہیں۔ اس کے بعد ابو یاسر نے اپنے بھائی حی بن اخطب اور جو اس کے ساتھ دیگر یہودی علماء تھے سے کہا: تمھیں کیا پتہ کہ شاید محمد ﷺ کو ان سب کا مجموعہ عطا ہوا ہو، اکہتر بھی، ایک سو اکتیس بھی، دو سو اکتیس بھی اور دو سو اکہتر بھی تو یہ کل سات سو چار سال بن گئے، تو وہ کہنے لگے: ہم پر تو محمد ﷺ کا معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے۔''

سید باقر الحکیمؒ نے حروف مقطعات کے بارے میں مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے یہ قول بھی نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''أنها حروف من حساب الجمل، لان طريقة الحساب الابجدی المعروفة الآن كانت متداولة بين أهل الكتاب آنذاك، فهذه الحروف تعبرعن آجال اقوام معينين۔'' (7)

''ایک قول یہ ہے کہ یہ حروف جملوں کے حساب میں سے ہیں کیونکہ حروف ابجد کے حساب کا طریقہ جو آج معروف ہے اہل کتاب کے مابین اس زمانے میں رائج تھا پس یہ حروف قوموں کی معین عمروں کو بیان کرنے کے لئے ہیں۔''

یہ قول نقل کرنے کے بعد انھوں نے ابن کثیر اور سید رشید رضا کے اقوال نقل کیے ہیں جن میں اس نظریے کو رد کیا گیا ہے۔ سید رشید رضا لکھتے ہیں:

''ان اضعف ما قيل فی هذه الحروف و اسخفه ان المراد بها الاشارة باعدادها فی حساب الجمل الیٰ مدة هذه الامة أو ما يشابه ذلك۔'' (8)

یعنی: ''ان سب اقوال میں سب سے کمزور اور احمقانہ قول یہ ہے کہ یہ حروف جملوں کے حساب سے اس امت کی مدت بتانے کے لئے ہیں یا پھر ایسی ہی کوئی اور بات۔''

جس حدیث کی طرف ابن کثیر نے اشارہ کیا ہے شاید وہی بنیاد بنی ہے کہ قدیم ترین مفسرین نے بھی مختلف آراء کو نقل کرتے ہوئے اس رائے کو بھی بیان کیا ہے اور بعض علماء و مفسرین نے اس پر کسی قسم کی تنقید بھی نہیں کی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مفسرین مذکورہ روایت کے پیش نظر رائج حروف کے اعداد کو سامنے رکھتے ہوئے امت مرحومہ کی مدت عمر کی جمع تفریق میں مشغول رہے، جیسا کہ علامہ طبرسیؒ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک قول یوں نقل کرتے ہیں۔

''ان المراد بها مدة بقاء هذه الأمة ۔۔۔ الأمر هذه اقوال أهل التفسير۔'' (9)

یعنی: ’’ایک قول یہ ہے کہ حروف مقطعہ سے مراد اس امت کی بقا کی مدت ہے۔ مقاتل بن سلیمان سے روایت ہے، مقاتل کہتا ہے کہ ہم نے سورتوں کے شروع میں آنے والے ان حروف کا مکررات حذف کرکے حساب کیا تو ۷۴۰ سال بنا اور یہ اس امت کی باقی مدت ہے۔ علی بن فضال مجاشعی نحوی کا کہنا ہے کہ مقاتل نے جن حروف کا ذکر کیا اس کا میں نے حساب کیا تو وہ تین ہزار پانچ سو ساٹھ بنتا ہے اور جب مکررات کو حذف کیا تو وہ چھ سو ترانوے بنتا ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کی حقیقت کیا ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے بھی اس کا حساب کیا ہے اور میں نے بھی ایسا ہی پایا ہے نیز روایت کیا گیا ہے کہ جب یہودیوں نے ’’الم‘‘ سنا تو وہ کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت کی مدت بہت کم ہے اور یہ اکہتر سال بنتی ہے اور جب الر، المر، المص اور کھیعص نازل ہوئے تو امر ان پر بہت گراں گزرا۔ یہ ہیں اس سلسلے میں اہل تفسیر کے اقوال۔‘‘

استاد جوادی آملی نے بھی اس نظریے کو بے دلیل قرار دیا ہے۔ اس قول کے بارے میں ان کی رائے ملاحظہ فرمایئے۔

’’روایاتی کہ مؤید این قول است۔۔۔ کہ ظاهراً مدعایی بی دلیل است۔‘‘ (10)

یعنی: ’’اس قول کی تائید کرنے والی روایات کا معتبر ہونا معلوم نہیں۔ اگرچہ علم حروف اور ہر حرف کے خواص کا علم مثلاً علم اعداد اور ہر عدد کے خاص اثرات کا علم اس کے مدعیوں کے نزدیک قابل قبول ہے اور ان کے بطلان پر کوئی دلیل بھی نہیں تاہم جو بات یہاں پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ کیا حروف مقطعہ بعض اقوام کی مدت عمر یا بعض قوموں کے زوال اور خاتمے کی طرف اشارہ ہیں تو ظاہراً یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔‘‘

-------------جاری ہے

حوالہ جات

1 ۔ شیرازی، ناصر مکارم: تفسیر نمونہ (تہران، دارالکتب الاسلامیہ، ط ۱۳۶۸، ۵ھ ش) ج ۱۳، ص، ۱۵۸، ۱۵۷

2 ۔ اقبال، کلید کلیات اردو، (لاہور، ط اول، ۲۰۰۵) ص ۳۶۳

3۔ طبری، ابی جعفر محمد بن جریر (م ۳۱۰ھ): جامع البیان عن تاویل آی القرآن (لبنان، بیروت، دارالفکر، ۱۹۸۸ء) ج ۱، ص ۸۷ و ۸۸

4۔ طبرسی، فضل بن حسن: مجمع البیان فی تفسیر القرآن (بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۹۸۶ء) ج ۱، ص ۱۱۲ و ۱۱۳

5۔ جوادی آملی، تسنیم، تفسیر قرآن کریم (قم، مرکز نشر اسراء، ۱۳۷۸ھ ش، ط اول) ج ۲، ص ۸۴

6۔ اسماعیل بن ابن کثیر، دمشقی (م ۷۷۴ھ) تفسیر القرآن العظیم (بیروت، دارالقلم، ط دوم) ج اول، ص ۳۷

7۔ الحکیم، سید محمد باقر، علوم القرآن (قم، مجمع الفکر الاسلامی، ط ثالث، ۱۴۱۷ھ) ص ۴۴۴

8۔ رشید رضا: تفسیر المنار (قاہرہ، دارالمنار، ط ثانی، ۱۹۴۷ء) ج ۱، ص ۱۲۲

9۔ طبرسی، فضل بن حسن: مجمع البیان فی تفسیر القرآن (بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۹۸۶ء) ج ۱، ص ۱۱۳

10 ۔ جوادی آملی، تسنیم، تفسیر قرآن کریم (قم، مرکز نشر اسراء، ۱۳۷۸ھ ش، ط اول) ج ۲، ص ۸۵